REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO.R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ‏ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ‏ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ ‏ شمارہ ۲۱

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- مُنیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ ‏ محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۹ ۱۲۳

۱۴ ذوالحجہ ۱۴۱۴ ہجری ‏ ۲۶ ہجرت ۱۳۷۳ ہش ‏ ۲۶ مئی ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیّہ

لندن ۲۱ ہجرت (مئی)۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہمّاتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالےٰ حضور انور کا ہر آن حامی و ناصر ہو۔

تمام بنی نوعِ انسان کے دُکھ اس طرح بانٹیں کہ دُکھوں کو رحمتوں اور نعمتوں میں تبدیل کر دیں

عیدالاضحیہ کے مبارک موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا پُرخلوص ھدیۂ تہنیت!

لندن ۲۱ مئی (ایم۔ٹی۔اے)۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ نے آج یہاں اسلام آباد میں ہندوستانی وقت کے مطابق تین بجے نماز عیدالاضحیٰ پڑھائی۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے عظیم الشان عبادتِ حج کا فلسفہ اور دیگر ادیان میں اس عبادت کے کسی نہ کسی رنگ میں پائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے حج کی عالمگیر حیثیت پر روشنی ڈالی۔ خطبہ عید کے بعد آپ نے عید کی مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا:-

"آپ سب کو جو یہاں موجود ہیں اور اُن سب کو بھی جو یہاں موجود نہیں اور فضائی رابطے کے ذریعہ ہماری مجلس میں شامل ہیں اور اُن سب کو بھی جو ان دونوں مجالس میں موجود نہیں لیکن اُن تک یہ پیغام بالآخر پہنچے گا میں اپنی طرف سے اور تمام جماعت یو۔کے کی طرف سے اور پھر تمام عالمگیر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے عید مُبارک کا پیغام تحفۃً پیش کرتا ہوں۔ اللہ یہ عید آپ سب کے لئے مبارک کرے اور یہ قربانیوں کی عید مقبول قربانیوں کی عید بنے۔ اللہ ہمیں توفیق بخشے کہ تمام بنی نوعِ انسان کے دُکھ اس طرح بانٹیں کہ دُکھوں کو رحمتوں اور نعمتوں میں تبدیل کر دیں۔"

حضور انور کا یہ خطبہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے علاوہ جین ٹی۔وی نے بھی ٹیلی کاسٹ کیا۔

جلسہ سالانہ قادیان ۹۴ء

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اور دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خُلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ مئی ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

اصلاحی کمیٹیوں کو چاہیئے کہ وہ بد اخلاق گھروں کی تربیت کا انتظام کریں

یہ وہ ضروری پیغام ہے جس کے عمل میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے

از سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالےٰ

لندن (ایم۔ٹی۔اے)۔ تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُورًا۝ (الدھر: ۹، ۱۰)

پھر فرمایا:-

قرآن کریم میں اللہ کی عبادت کے بعد سب سے زیادہ خدمتِ خلق پر زور دیا گیا ہے حقیقت میں یہ دو ہی نبوّت کے حصے ہیں۔ اور بارہا میں جماعت کو سمجھا چکا ہوں کہ جتنا آپ عبادت پر زور دیں گے آپ عبادت کو سمجھیں گے اس کے ساتھ ساتھ ہی بنی نوعِ انسان کے حقوق کی شاخ بھی نشوونما پاتی چلی جائے گی۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ عبادت کی شاخ تو نشوونما پا رہی ہو اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کی شاخ سُوکھ رہی ہو۔ اگر ایسا ہو تو یہ وہ قطعی ثبوت ہوگا کہ عبادت کرنے والے کی عبادت رائیگاں گئی ہے۔ اسے عبادت کے مفہوم کی کوئی آشنائی نہیں۔ وہ دھوکے میں ہے کہ وہ عبادت کرتا ہے۔ کیونکہ خدا کی عبادت کرنے والا خدا کی مخلوق سے محبّت کے سوا اور کوئی راہ نہیں پاتا۔

حضور نے فرمایا اس پہلو سے میں نے آج کے خُطبہ کے لئے سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ان احادیث کا انتخاب کیا ہے جن کا بنی نوعِ انسان کے آپس کے رشتوں سے تعلق ہے اور آپ کے اخلاق کی تعمیر کرنے والی ہیں۔ کیونکہ آپ کے اخلاق کی تعمیر کا آغاز آپ کے گھر سے ہوتا ہے۔ اور پھر گھر سے ہو کر ہمسایوں پر اثر دکھاتا ہے۔ ہمسایوں کے بعد درجہ بدرجہ باہر کی طرف رُخ دکھاتا ہے۔ اپنوں سے غیروں کی طرف سفر شروع ہوتا ہے۔ اور پھر اس سفر کے نتیجہ میں آپ کو انسانیت کا نیا عرفان نصیب ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ کل تک جو غیر تھے اپنے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہی وہ سفر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی اختیار فرمایا۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

منیر احمد خادم آنریری ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بدر بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۶ ہجرت ۱۳۷۳ ہش

جنوبی افریقہ میں آزادی کی شمع

انسانی آزادی و مساوات کی وہ مشعل جو آج سے چودہ سو سال قبل حجۃ الوداع کے دن عرفات کے عظیم میدان میں سرورِ کائنات حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے روشن کی تھی بالآخر اس کی راحت و توانائی بخش کرنوں نے جنوبی افریقہ کے سیاہ فام باشندوں کو بھی اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور آج ایک بار پھر ثابت ہو گیا کہ انسان انسان کو خواہ کتنا کچلے، دبائے، حق و انصاف اور آزادی کا گلا گھونٹے ایک روز اُسے اِس تعلیم کی طرف لوٹنا ہی پڑتا ہے جو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید کی روشنی میں دنیا کے سامنے رکھی ہے ــــ جی ہاں! میدانِ عرفات کا حقوقِ انسانی کا وہ چارٹر جس میں بلالحاظ مذہب و ملت تمام دنیا کے کالے گورے، مشرقی مغربی اور عربی عجمی انسانوں کے لئے مساوی حقوق تسلیم فرمائے گئے ہیں ــــ!

آج ہمیں یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ مسٹر نیلسن منڈیلا جنہوں نے ۱۹۵۲ء میں علَمِ آزادی کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اور ۲۷ سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی تھیں بالآخر انتخاب میں پورے ملک کے ستر فیصد ووٹ حاصل کر کے بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے اور ۱۰ مئی کو جنوبی افریقہ کے پہلے آزاد اور سیاہ فام صدر کی حیثیت سے وہ پری ٹوریا کے اُفق پر اُبھرے ہیں۔ اب یہ وقت ہی بتائے گا کہ وہ وہاں کی گوری اقلیت اور دیگر ایشیائی باشندوں کے ساتھ جو پورے ملک کے ایک چوتھائی سے کسی طرح بھی کم نہیں کس طرح کا سلوک کرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ساڑھے تین سو سال تک مظالم کا نشانہ بنائے گئے سیاہ فام لوگوں کو جو انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں، کس طرح انتقامی جذبات سے روک پاتے ہیں۔

اِس میں شک نہیں کہ جنوبی افریقہ کی گوری اقلیت کا معاملہ ہند و پاک کو آزاد کرنے والے گوروں سے بہت مختلف ہے۔ برِّصغیر یا دیگر ممالک پر جو انگریز قابض تھے انہوں نے کبھی بھی ان ممالک کو اپنا وطن نہیں بنایا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آزادی کے بعد وہ سب یہاں سے رخصت ہو گئے۔ لیکن جنوبی افریقہ کی گوری اقلیت اُسے اپنا وطن بنا بیٹھی ہے۔ اور باقاعدہ انتخاب میں حصہ لے کر انہوں نے نَو میں سے ایک صُوبے میں اکثریت بھی حاصل کی ہے اور سابقہ گورے صدر مسٹر ایف۔ ڈبلیو۔ ڈی کلارک کو ملک کے نائب صدر کے طور پر تسلیم بھی کر لیا گیا۔ اس لحاظ سے مسٹر نیلسن منڈیلا کے لئے کڑی امتحان کی گھڑی ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے خود ان کے سیاہ فام لوگوں میں انتہا پسند طبقہ موجود ہے جو انتقام کی آگ میں جل رہا ہے۔ اور پھر صرف ایک عرصہ تک غلام بنا کر رکھنے کی ہی آگ نہیں بلکہ ملک کی اکثر اقتصادیات اور قومی وسائل پر بھی گوری اقلیت قابض ہے۔ اس لحاظ سے آزادی کی اِس ہَوا میں سیاہ فام باشندوں کا بھڑک اُٹھنا ایک فطری امر ہے۔ دوسری طرف گوری اقلیت میں بھی انتہا پسندانہ ذہنیت رکھنے والے موجود ہیں جو کسی طور پر بھی اپنی سابقہ اَنا کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ــــ علاوہ ان سب خدشات کے جنوبی افریقہ میں جمہوریت کی مضبوطی تک یہ خدشہ بھی لاحق رہے گا کہ حال ہی میں وہ طبقہ جو حکومت سازی کے معاملہ میں مسٹر نیلسن منڈیلا سے مطمئن نہیں رہا، اقتدار کی ہوس میں وہ طبقہ کہیں ملک کو خانہ جنگی کے گڑھے میں نہ دھکیل دے۔ یہ سب اُمور ہیں جن سے آزاد جنوبی افریقہ کو مستقبل میں دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ اس کے لئے وہاں کے نئے آزاد صدر کو بہت سُوجھ بُوجھ اور گہری حکمتِ عملی سے کام لینا ہوگا۔ اُمید کی جاتی ہے کہ آزادیٔ وطن کی خاطر ۲۷ سال تک جیل کی مصیبتیں برداشت کرنے والے ۷۵ سالہ کہنہ مشق سیاسی لیڈر مسٹر نیلسن منڈیلا اِن امتحانات میں بھی کامیاب ہوں گے۔

جنوبی افریقہ کے سیاہ فام باشندے اگر پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نمونہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو اِس صُورت میں ان کے لئے بس یہی ایک راہ ہے کہ وہ ظالموں کو انتقام کا نشانہ بنانے کی بجائے مظالم کے دنوں کی یاد دلوں سے بھُلا کر انہیں یکسر معاف کر دیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے ان ظالموں کو معاف فرما دیا تھا جنہوں نے تیرہ سال مکّہ میں اور پھر آٹھ سال مدینہ میں آپؐ کو شدید جسمانی تکالیف اور ذہنی اذیّتوں کا نشانہ بنایا تھا۔

علاوہ اس کے سب سے بڑی اور ضروری بات یہ ہوگی کہ آزادی کے ساتھ علم و اخلاق کے معیار کو بھی بلند کیا جائے۔ اور آزادی کی خاطر اسلحے کی طاقت استعمال کرنے والے نوجوانوں کو فوری طور پر مثبت اور مفید کاموں میں مصروف کر دیا جائے۔ ورنہ جنہیں مفاد پرستی کی خاطر خون بہانے کی عادت پڑ جائے وہ غیروں سے نمٹنے کے بعد حصولِ مفاد کی خاطر اپنوں کی طرف بھی مُڑ سکتے ہیں۔ اور اس وقت دُنیا میں بہت سی جگہوں پر یہ سب دیکھا جا رہا ہے۔ جنوبی افریقہ برِّ اعظم افریقہ کے باقی ممالک میں خوشحال ملک ہے۔ اگر یہ وسعتِ حوصلہ اور رواداری کے جذبات کو لے کر بڑھتا رہا تو افریقہ کے دیگر ممالک میں اتفاق و اتحاد اور تعمیر و ترقی کے لحاظ سے بھی روشنی اور اُمید کی کرن بن کر اُبھر سکتا ہے۔

جنوبی افریقہ کے سابقہ اور آخری گورے صدر فریڈرک۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ کلارک بھی اپنے اس عظیم کارنامہ کی وجہ سے قابلِ تعریف ہیں کہ انہوں نے اپنے ۶۹ فیصد سفید فام ساتھیوں کی مدد سے ۱۸ مارچ ۱۹۹۲ء کے تاریخی ریفرنڈم سے لے کر ۱۰ مئی ۱۹۹۴ء کے انتقالِ اقتدار تک کی راہ کو نہایت عزم و حوصلے سے ہموار کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب باشعور اور باضمیر ڈی کلارک اور قوتِ حوصلہ سے بھرپور نیلسن منڈیلا کی انتھک کوششوں سے ہی ممکن ہُوا ہے۔ اور یقیناً یہ دونوں ۱۹۹۳ء کے نوبیل امن انعام کے مستحق تھے۔ علاوہ ان کے جنوبی افریقہ کی آزادی میں بھارت سمیت اور کئی ممالک کا تعاون بھی شامل رہا ہے۔ جن کی کوششوں اور دباؤ کے نتیجے میں بالآخر گوری اقلیت کو اپنے فیصلہ میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔

آخر پر اس عظیم خطبہ حجۃ الوداع کے کچھ حصّے محترم قارئین کی خدمت میں پیش ہیں جن کا اجمالی ذکر ابتداء میں کیا گیا ہے۔ سرورِ کائنات حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"آج جاہلیت کے تمام دستوریں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں۔ اَے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ (حضرت آدمؑ) بھی ایک تھا۔ سُنو! کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ غیر عربی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ سُرخ کو سیاہ پر نہ سیاہ کو سُرخ پر، سوائے تقوٰی کے ...... تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزّتیں ایک دُوسرے پر حرام ہیں۔"

اِس موقع پر فکرمندی کی بات یہ ہے کہ جہاں دُنیا میں ایک طرف نسلی و علاقائی تنازعات ختم ہو رہے ہیں، وطنِ عزیز بھارت پر دن بدن نسلی و علاقائی فسادات کی گرفت مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ خدا کرے کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس سُنہری تعلیم اور حسین نمونہ کے کچھ چھینٹے وطنِ عزیز پر بھی پڑ جائیں تا دبے ہوئے اور پسماندہ لوگ بھی اپنے اِنسان کہلانے کے حق کو پا کر مطمئن ہو جائیں۔

(مُنیر احمد خادم)

خُلاصہ خطبہ جُمعہ ــــ بقیہ صفحہ اوّل

اور بنی نوعِ انسان کو اس کی طرف دعوت دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کے رہنے والوں کو اللہ کی عیال قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے کالے گورے، مشرقی مغربی، اپنوں پرایوں میں کوئی امتیاز نہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ انسانیت کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے سے قبل ضروری ہے کہ ہم اپنے گھریلو تعلقات درست کریں۔ جن گھروں میں خود جھگڑے ہیں ماں باپ، بھائیوں بہنوں اور دیگر رشتہ داروں میں تعلقات درست نہیں وہ غیروں کیلئے کس طرح نمونہ بن سکتے ہیں۔ حضور انور نے نظامِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض گھر ایسے ہیں جن کے آپس کے تعلقات ناقابلِ برداشت حد تک گرے ہوئے ہیں (اگرچہ یہ گھر بہت کم ہیں) اس لئے جماعتِ احمدیہ کو ہر جگہ چاہیئے کہ وہ اصلاحی کمیٹیاں جو اس کام کیلئے ہیں نے مقرر کی ہیں اُن سے کہہ کر ایسے بداخلاق گھروں کی نگرانی کا انتظام کریں اور انہیں بار بار پاک نصیحتوں سے سمجھانے کی کوشش کریں۔ یہ وہ ضروری پیغام ہے جس کے عمل میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔ بسا اوقات نظامِ جماعت تک آواز پہنچتی ہے اور کچھ دیر کے لئے گھر والے کا نمونہ دکھاتے ہیں اور پھر مدھم پڑ جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس کے متعلق کارروائی میں پہلے صبر کی ضرورت ہے۔ پس نرمی اور اخلاص کے ساتھ انہیں نصیحت کرتے چلے جائیں۔

ـــــ✻ـــــ

خطبہ جمعہ

دوسرے کو فوراً گنہگار اور حقیر جاننے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے اصلاح کی کوشش نہیں ہوسکتی

یہ وہ کڑوی بیل ہے جس کو کبھی میٹھا پھل نہیں لگ سکتا

جن کے اندر ذکر الٰہی عاجزی پیدا کرتا ہے ان کا سمجھانے کا انداز اور ہوتا ہے اور جو لوگ چھوٹے دل کے اور کم ظرف ہوتے ہیں وہ تیز زبانوں کے ساتھ دوسروں پر حملے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق ہے معاشرے کی اصلاح کی خاطر ہم ایسا کر رہے ہیں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۸ صلح (جنوری) ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیتِ قرآنیہ کی تلاوت کی:۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا
تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٥

(النحل آیت : ۶۲)

ذکرِ الٰہی کا جو مضمون جاری ہے اِس آیت کا اس سے کیا تعلق ہے اس کے متعلق میں انشاء اللہ آج گفتگو کروں گا اور اس کی تفصیل میں جاتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک حدیث کی روشنی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے کردار پر اور آپ کی مناجات پر جو روشنی پڑتی ہے، وہ میرا آج کے خطبے کا موضوع ہے۔

پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے اجتماعات

لیکن اس سے پہلے کچھ اعلانات ہیں۔ آج جماعتہائے احمدیہ ضلع اسلام آباد، ضلع راولپنڈی، ضلع لودھراں اور گوجرانوالہ شہر کے سالانہ جلسے ہو رہے ہیں۔ یہ سالانہ جلسوں کا نظام یعنی جگہ جگہ پر سالانہ جلسے منانا اس وجہ سے جاری ہوا کہ ربوہ کے سالانہ جلسے پر ایک لمبے عرصے سے پابندی عائد ہے۔ یہ سلسلہ حکومت نے جبراً بند کر دیا نظامِ جماعت میں سالانہ جلسے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ایک خاص مقام اور مرتبہ ہے اور سالانہ جلسوں کے نتیجے میں جماعتوں کی تربیت پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے متبادل کے طور پر پاکستان میں یہ نظام جاری ہوا کہ بعض علاقے اپنا اپنا سالانہ جلسہ کیا کریں اور اسی طرح سالانہ جلسے کی طرز پر مسیح موعود کا لنگر جاری ہو اسی طرح آپس میں علاقے کے لوگوں کا محبت کے ساتھ ملنا جلنا اور جس حد تک ممکن ہو اسی انداز کی تقریریں ہوں اور اس کے لئے مرکز سے مختلف علماء کو بھی وہاں بھجوایا جاتا تھا پس اسی تسلسل میں یہ جلسے ہو رہے ہیں لیکن جیسا کہ پاکستان سے بہت سے لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ پہلے تو سال میں ایک دفعہ جلسہ ہوا کرتا تھا اب تو روز جلسے ہو رہے ہیں اور واقعتہً ویسی ہی کیفیت ہے جیسی جلسہ سالانہ کی کیفیت ہوتی تھی اور ساری جماعت پاکستان روز عید منا رہی ہے اس لئے عملاً تو اب جلسے روزانہ ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے انشاء اللہ اور ان کا فیض پھیلتا رہے گا اور یہ پاکستان تک محدود نہیں رہے گا بلکہ سب دنیا پر پھیلا رہے گا۔ تمام دنیا کی جماعتیں اب روزانہ ان جلسوں میں شامل ہوتی ہیں لیکن پھر بھی اس کی یاد کو زندہ کرنے کے لئے کہ ہم اپنے ایک حق سے محروم کئے گئے ہیں پاکستان میں یہ جلسوں کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا یہ ایک قومی احتجاج ہے اور باشعور زندہ قومیں کبھی گلیوں میں جا کر احتجاج نہیں کیا کرتیں وہ اپنے مقاصد کو زندہ رکھنے کے لئے ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنے کے لئے ان باتوں کو یاد کرتی ہیں جن کا تذکیر سے تعلق ہے۔ تذکیر سے مراد یہی ہے کہ اپنے آباد و اجداد کی خوبیوں کو ان کے چال چلن کو ان کی دیگر باتوں کو ہمیشہ عزت سے یاد رکھا جائے تاکہ اس کے نتیجے میں آنے والی قوم کی نسلوں میں وہی یادیں کارفرما رہیں اور ان کے اعمال کو حسین سے حسین تر بناتی رہیں۔ پس اس تذکیر کے نفوذ کے پیشِ نظر پاکستان کی جماعتوں کو یہ جلسے اسی طرح جاری رکھنے چاہئیں۔ ہر چند کہ اب خدا نے اپنے فضل سے اب روز کا جلسہ عطا کر دیا ہے مگر حکومتِ پاکستان نے جو ہمارے بنیادی حق پر تبر رکھا ہے اس کی حیثیت تو ابھی تبدیل نہیں ہوئی وہ تو ابھی تک اسی طرح ہے۔

اس کے علاوہ آج ضلع خوشاب کی جماعتوں کے آج تین جگہ پر جلسے ہیں اور امریکہ سے اطلاع ملی ہے کہ ہوسٹن میں ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا دو کل اجتماع منعقد ہو رہا ہے ان سب کو احباب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آیت کا مفہوم

جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کے ظلموں پر نظر رکھتا تو سطحِ زمین پر ایک جاندار کو بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ اس آیت کا حقیقی عرفان درحقیقت انبیاء کو ہوتا ہے اور اس آیت کے عرفان کے نتیجے میں ان میں ایک حیرت انگیز عاجزی پیدا ہوتی ہے انسان خواہ کتنے ہی بڑے مقام پر کیوں نہ پہنچ جائے اس کی بنیادی بشری کمزوریاں ایسی ہیں جو اسے پوری طرح خدا کی عبادت کا حق ادا کرنے نہیں دیتیں۔ پس ظلم سے مراد یہ نہیں ہے کہ کسی پر زیادتی کی جائے یا کھلم کھلا گناہ کیا جائے یہاں ظلم سے مراد کوتاہیاں ہیں تو انسان کی کوتاہیاں ایسی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان پر نظر رکھتا تو تمام مخلوقات کو ہلاک کر دیتا۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں کی خوبیوں پر نظر رکھتا ہے اور ان خوبیوں کے رستے ان سے تعلق قائم فرماتا ہے۔ اگر بندے کی بدیاں سامنے رکھتا تو کسی بندے سے اس کا کوئی تعلق نہ رہتا کیونکہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ایسی ہے اس کی بعض عادتیں بعض بشری کمزوریاں خدا تعالیٰ کی شان سے اتنا نیچے ہیں کہ اس کے نتیجے میں اللہ کا تعلق اس سے قائم ہو ہی نہیں سکتا

آپ نیک سے نیک انسان کا بھی آپ تصور کر لیں اس کی روزمرہ کی بشری حاجات ایسی ہیں وہ کسی جگہ جاتا ہے تو دعا مانگتا ہے اللہ میں خبث سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں خبائث سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ روزمرہ کی انسانی زندگی کا دستور ایسا ہے کہ ایک کامل روحانی ذات کے ساتھ تو کامل تعلق قائم ان معنوں میں ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ بعض دفعہ اپنے تعلق والوں میں ایک معمولی سی بدی دیکھتے ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہیں طبیعت میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے بعض خاوند بڑے شوق سے بیویاں بیاہ کے لاتے ہیں اور ان کے اندر کوئی مکروہ عادت دیکھتے ہیں تو دل سے اتر جاتی ہیں بعض بیویاں بڑے شوق سے بعض مردوں سے بیاہ کرتی ہیں اور اس کے بعد ان کا دل نہیں لگتا۔ ایسے کئی معاملات میرے سامنے آتے رہتے ہیں پوچھا جائے تو کہتے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں تھا اس میں یہ عادت ہے اور یہ عادت تو ہم برداشت ہی نہیں کر سکتے ایک لڑکی نے لکھا کہ میرے خاوند میں عورتوں کی طرح چغلی کی عادت ہے اور میں کسی قیمت پر ایسے شخص کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو اس قسم کے چھوٹے چھوٹے نقص انسان انسان میں برداشت نہیں کرتا حالانکہ اس سے بہت زیادہ نقائص اس کے اپنے اندر بھی ہوتے ہیں تو اللہ کی شان دیکھیں کتنی بلند ہے اگر وہ اس طرح انسانوں کی کمزوریوں اور بدیوں پر نظر رکھتا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اس کا کسی بشر سے کوئی تعلق نہ رہتا۔ پس اسی مضمون کو یہ آیت بیان فرما رہی ہے لیکن ایک اور رنگ میں اس طرح کہ یہ نہیں فرمایا کہ ہر بندے سے تعلق کٹ جاتا، فرماتا ہے زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ چھوڑتا۔ اب انسانوں کی غلطیوں میں جانداروں کا کیا قصور؟ اس میں بہت گہرا فلسفہ یہ سمجھایا گیا ہے کہ تمام مخلوقات اپنی ذات میں پیدا کرنا مقصود ہی نہیں تھیں انسان پیدا کرنا مقصود تھا اور انسان کی خاطر یہ مختلف زندگی کی صورتیں پیدا کی گئیں اور انسان کے فائدے میں پیدا کی گئیں زندگی کی ہر شکل اس کا خواہ کیا ہی معمولی سا تصور آپ کے ذہن میں ہو کوئی نہ کوئی اس عالمی وسیع اسکیم میں نکتہ ہے یعنی اس کا کوئی نہ کوئی کردار ایسا ہے جو خدا تعالیٰ کی وسیع تخلیق کی اسکیم میں ادا کر رہی ہے اور کوئی چیز فائدے سے خالی نہیں ہے۔ پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر انسان سے میرا تعلق ٹوٹ جائے تو مخلوقات کو پھر زندہ رکھنے کا مقصد کوئی نہیں رہتا جس کی خاطر پیدا کی گئی تھی وہی نہیں رہا تو ان کے رہنے سے فائدہ کیا؟

پس انسان کی سزا مخلوقات کو نہیں دی جائے گی لیکن چونکہ وہ انسان کی خاطر پیدا کی گئی تھیں اس لئے بے کار ہو جائیں گی۔ اس مضمون کے پیش نظر انبیاء میں غیر معمولی انکسار پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح اپنے خدا کے حضور عاجزی اور گناہوں کا اقرار کرتے ہیں کہ ایک عام دنیا کا انسان حیران ہو کر دیکھتا ہے کہ جن کو میں بے داغ سمجھتا تھا جن کو میں سب سے اوپر سمجھتا تھا ان کا یہ حال ہے پتہ نہیں کیا کیا گناہ ان سے سرزد ہوئے ہیں جو اتنے بد نتیجے مرتب کر رہا ہے۔

انبیاء سے انکسار سیکھیں

پس وہ لوگ جو تکبر کے کیڑے رکھتے ہیں ان کو اس مضمون کا عرفان حاصل ہو ہی نہیں سکتا اگر اپنی ذات میں انسان اتر کے دیکھے تو پھر اس کو پتہ چلے گا کہ کتنے داغوں سے پر ذات ہے اتنے داغ ہیں کہ ان داغوں سے سینہ چھلنی ہو جاتا ہے ایسے چھلنی ہو جاتا ہے کہ نیک اعمال ان میں رہ نہیں سکتے اور انسان اپنے زعم میں سمجھتا ہے کہ میں بہت کچھ آخرت کے لئے جمع کر رہا ہوں۔ انبیاء سے انکسار سیکھیں۔ تب آپ کو ذکر الٰہی سے ہی فائدہ پہنچے گا کیونکہ ذکر الٰہی سے بعض دفعہ تکبر بھی پیدا ہو جاتا ہے اور کئی چھوٹے ظرف کے لوگ چھوٹے دل کے لوگ تھوڑی سی نیکیاں کرتے ہیں۔ تھوڑا سا خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے تئیں بہت بڑا بزرگ بنا لیتے ہیں اور بجائے اس کے وہ اور گریں اور زیادہ عاجزی اختیار کریں ان کے سر بلند ہونے لگ جاتے ہیں حالانکہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ جتنا اللہ کو یاد کرو اتنا جھکتے چلے جاؤ اور دعاؤں کی رفعتوں کا راز اس میں ہے کہ انسان کا سر سب سے زیادہ خدا کے حضور جھکا ہوا ہو۔ میں نے پہلے خطبہ میں یہ بیان کیا تھا کہ ہماری نمازوں کا ہر سجدہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ وہ کیفیت جس سے سر زمین سے لگ گیا ہے اس سے نیچے نہیں جا سکتا اس وقت ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کہو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى - سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں زمین پر اپنی پیشانی رگڑ رہا ہوں اور میں نے اپنے آپ کو سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر تر کر دیا ہے لیکن میرا رب جو ہر بدی سے پاک ہے، سب سے اعلیٰ ہے اور اسی کے تعلق میں میری اعلیٰ ہونے کی دل اس کے بغیر نہیں ہو سکتا پس جتنا انسان ذکر الٰہی کے نتیجے میں انکسار حاصل کرتا ہے وہ اتنا خدا کے حضور جھکتا ہے اتنا ہی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رفعتیں عطا ہوتی ہیں اور یہ رفعتیں اللہ کا فضل ہے انسان کا مقام وہی ہے جو سجدے میں ہے۔ خدا کے حضور مٹی ہو جانا اس کے سوا انسان کا کوئی مقام نہیں ہے کہ جتنی رفعتیں نصیب ہوتی ہیں فضل سے نصیب ہوتی ہیں اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو بار بار کھولا ہے خود اپنی ذات کے حوالے سے کھولا ہے فرمایا میں بھی نہیں بخشا جاؤں گا جب تک فضل نہیں ہوگا اور دنیا کے عام چھوٹے چھوٹے انسان معمولی نیکیوں پر کبھی شیخیاں بگھارنے لگتے ہیں اور دوسروں کو حقارت سے دیکھنے لگتے ہیں۔ معاشرے کی بہت سی بدیاں اس راز کو نہ پانے کے نتیجے میں ہیں۔ ایک انسان میں ایک خاندان میں برائی دیکھیں تو کس طرح زبانوں پر وہ برائیاں اچھلتی پھرتی ہیں ایک منہ سے دوسری زبان سے اٹھاتی ہے اور آگے چلاتی ہے گویا کہ یہ تو دنیا کے لوگ ہیں اور ہم پاک صاف ہیں بنیادی کیڑا دماغ میں یہی ہوتا ہے دوسرے کو فوراً گناہگار اور حقیر جان لینا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اس کے نتیجے میں اصلاح کی کوشش نہیں ہوتی اس کے نتیجے میں معاشرے اور بگڑتے ہیں اور تکبر سے کبھی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یہ وہ کڑوی بیل ہے جس کو کبھی میٹھا پھل نہیں لگ سکتا پس جن کے اندر ذکر الٰہی عاجزی پیدا کرتا ہے ان کا سمجھانے کا انداز اور ہوتا ہے اور جو لوگ چھوٹے دل کے اور کم ظرف لوگ ہوتے ہیں وہ تیز زبانوں کے ساتھ پھر دوسروں پر حملے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہمارا حق ہے معاشرے کی اصلاح کی خاطر ہم یہ کر رہے ہیں۔

ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قادیان میں دیکھا ہے وہ فرشتے انسانوں کے روپ میں گلیوں میں پھرتے تھے ان سے کبھی ہم نے تلخ کلامی نہیں سنی ہماری برائیاں دیکھتے تھے۔ ہمارے عیوب پر نظر رکھتے تھے بڑی محبت اور پیار سے الگ ہو کر ہمیں سمجھایا کرتے تھے لیکن کبھی تیز زبان سے لوگوں کے دلوں پر چرکے لگاتے ہم نے ان کو نہیں سنا لیکن ان کے مقابل پر ایسے لوگ بھی تھے جو ہر وقت اسی مشغلے میں رہتے تھے کہ فلاں میں یہ برائی ہے فلاں میں یہ برائی ہے۔ فلاں فلاں کا بیٹا ہے دیکھو اس کی حرکتیں کیا ہیں اور اسی طرح انہوں نے اپنی عمریں ضائع کر دیں اور اپنی اولادیں ہاتھ سے ضائع کر دیں۔ کیونکہ وہ لوگ جو نیکی میں انکسار رکھتے ہیں اللہ ان کی اولاد کی حفاظت فرماتا ہے اور وہ لوگ جو نیکی میں تکبر اختیار کر جاتے ہیں وہ پھر بعض دفعہ بغیر نیکی کے بھی اچھلنے لگتے ہیں اور ان کی نیکیاں تو ویسے ہی ضائع ہو جاتی ہیں اور ان کی اولادوں کو ہم نے پھر بہت کم بچتے دیکھا ہے اکثر ضائع ہو جاتی ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی مثال

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ کی محبت اور ذکر کے بیان میں حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لیا ہے اور اس میں خاص حکمت ہے۔ انبیاء میں سے جو سب نبیوں کا سردار ہے وہ ایک نبی کی مثال پیش کر رہا ہے جو اس کے مقابل پر ایک ادنیٰ آسمان سے تعلق رکھتا تھا فرماتے ہیں:۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا داؤد یوں دعا مانگا کرتے تھے بڑے پیار کے ساتھ حضرت داؤد کا نام لیا ہے کیونکہ دعا وہ تھی جو ہمیں آپؐ کے دل کی آواز تھی اور کیا کیفیت ہوگی ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے دل کی آواز کو ایک اور نبی کی زبان میں سنایا ہے۔ فرماتے ہیں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔

وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ

اور اس کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت میں بڑھائے۔

وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ

اور ایسے اعمال مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ۔

اے میرے اللہ اپنی محبت کو میرے لئے بنادے

اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ

میری جان سے بھی زیادہ پیاری۔ وَاَھْلِیْ اور میرے اہل وعیال سے بھی زیادہ پیاری وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیاری۔ جب جان جاتی ہو تو پانی کتنا پیارا لگتا ہے اور پھر ٹھنڈا پانی۔ فرمایا اس کیفیت میں جس طرح انسان پانی کے لئے مچلتا ہے اس سے پیار ہو جاتا ہے اس سے بھی زیادہ مجھے اے اللہ اپنی محبت عطا فرما۔

حضرت داؤد کے اندر وہ کیفیت جو میں نے بیان کی ہے کہ ذکر کے ساتھ عجز بڑھتا چلا جائے یہ کیفیت بڑی شان کے ساتھ پائی جاتی ہے اور اس پہلو سے زبور کو تمام کتب میں ایک عظیم مقام حاصل ہے اور زبور کے گیت آج تک پڑھتے ہوئے وجد سا طاری ہو جاتا ہے کس طرح اللہ کی محبت میں آپ نے گیت گائے ہیں اور یہ اس دعا کا نتیجہ ہے پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آپ کی فطرت کا جو مرکزی نقطہ پکڑ لیا ہے جس کے نتیجے میں آپ کو پھر سب رفعتیں عطا ہوئی ہیں۔

پس آج کبھی جب ہم ذکر الٰہی کی باتیں کرتے ہیں تو بہت سے ایسے مقامات آتے ہیں کہ خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہم میں ان رفعتوں کو حاصل کرنے کی کہاں طاقت ہے اور دل ڈرتا ہے اور اسی مضمون کے خطوط مجھے سب دنیا سے آتے ہیں کہ آپ نے وہ وہ باتیں شروع کر دی ہیں کہ ہم تو اپنے آپ کو بالکل اہل ہی نہیں پاتے ہمیں کیسے یہ باتیں نصیب ہوں گی اور دل ڈرتا ہے کہ اگر نہیں ہوں گی تو ہم گنہگار نہ ہو جائیں اس کا جواب میں آج دے رہا ہوں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم داؤد کی دعا مانگا کرو اس کے نتیجے میں اللہ نے اسے اپنی محبت عطا کی اور اپنی محبت میں گیت گانے کی صلاحیتیں عطا کیں۔ یہ عشق کے ترانے حضرت داؤد کے زبور میں ملتے ہیں اس کی مثال آپ کو دوسرے نبیوں کی کتب میں نظر نہیں آئے گی فرماتے ہیں (زبور باب ۶۹ آیت ۳ تا ۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات

"میں چلاتے چلاتے تھک گیا میرا گلا سوکھ گیا میری آنکھیں اپنے خدا کے انتظار میں پتھرا گئیں۔ مجھ سے بے سبب عداوت رکھنے والے میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں میری ہلاکت کے خواہاں اور ناحق دشمن زبردست ہیں پس جو میں نے چھینا نہیں مجھے دینا پڑا اے خدا تو میری حماقت سے واقف ہے اور میرے گناہ تجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔"

بندوں کے اعتبار سے کہہ رہے ہیں جو میں نے چھینا نہیں مجھے دینا پڑا ناکردہ گناہ کی سزا پا رہا ہوں لیکن دعا کرتے وقت یہ نہیں کہتے کہ اے خدا میں معصوم ہوں۔ میری خاطر کچھ کر۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا گہرا عرفان تھا اس کی طرف منہ موڑتے ہیں تو کہتے ہیں اے خدا تو میری حماقت سے واقف ہے۔ میرے گناہ تجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں میں کس منہ سے مانگوں مگر تیرے سوا مانگوں کس سے؟ اسی درد کی کیفیت کو کہ سر سجدے میں پڑا ہے اور انتظار ہے کہ خدا آ کیوں نہیں رہا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان کرتے ہیں ؎

شور کیسا ہے ترے کوچے میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

یہ وہ مناجات ہیں جو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اپنے عجز میں زمین پر بچھی ہوئی ہیں لیکن آسمان تک رفعتیں پا جاتی ہیں۔ حضرت داؤد کا ایک اور عشق باری کا گیت ہے آپ کہتے ہیں:۔

"اے خداوند میں تیری تمجید کروں گا کیونکہ تو نے مجھے سرفراز کیا ہے اور میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ ہونے دیا"۔

پہلے دعا مانگی تھی کہ میرے دشمن میرے سر کے بالوں سے بھی زیادہ ہیں اب یہ قبولیت دعا کی طرف اشارہ ہے۔ "اور میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ ہونے دیا" تو سبحان الذی اخزی الاعادی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں ملتا ہے وہی مضمون ہے۔

"اے خداوند میرے خدا میں نے تجھ سے فریاد کی اور تو نے مجھے شفا بخشی۔ اے خدا تو میری جان کو پاتال سے نکال لایا"۔

میرا مقام تو یہ تھا کہ میں زمین کی سب سے نیچی گہرائی میں تھا کتنا پیارا کلام ہے۔

"اے خدا تو میری جان کو پاتال سے نکال لایا۔ تو نے مجھے زندہ رکھا ہے کہ گور میں نہ جاؤں۔ خداوند کی ستائش کرو۔ اے اس کے مقدسو! اس کے قدس کو یاد کر کے شکر گزاری کرو کیونکہ اس کا قہر دم بھر کا ہے اس کا کرم عمر بھر کا"۔

لیکن ایک بات جو قرآن نے بیان فرمائی اور وہ یہاں کھل کھلا دکھائی نہیں دے رہی وہ یہ ہے کہ اس کا ایک دم کا قہر بھی ساری عمر کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھیں کہ ایک دم کا غضب ہے اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ایک دم کا غضب سب کچھ فنا کر جاتا ہے۔ جب سیلاب آتے ہیں تو گزر بھی تو جاتے ہیں۔ پھر زندگی معمول پر آ جاتی ہے مگر جو ڈوب گئے وہ تو ڈوب گئے۔ سیلاب جو علاقے ویران کر گیا وہ فصلیں تو پھر دوبارہ نہیں آ سکتیں اس لئے دم بھر کے غضب میں

بہانتشں پیچھ ہو جاتا ہے انسان کی ساری زندگی رائیگاں چلی جاتی ہے
"رات کو شاید رونا پڑے اور صبح کو خوشی کی نوبت آتی ہے"۔
رات کو شاید رونا پڑے کیونکہ خدا کے حضور جو راتوں کو روتے ہیں انہی کو صبح خوشی کی نوبت آتی ہے۔

"میں نے اپنی اقبال مندی کے وقت یہ کہا تھا کہ مجھے کبھی
جنبش نہ ہو گی۔ اے خداوند تو نے اپنے کرم سے میرے
پہاڑ کو قائم رکھا تھا"۔

اس میں ایک پوری داستان ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کی باتیں کرنے اور خدا سے وفا کے وعدے کرنے کی۔ کہتے ہیں میں نے اپنی اقبال مندی کے وقت یعنی جب تو نے مجھے سرفراز فرمایا اور مجھے اپنا بنا لیا یہ عرض کیا تھا کہ مجھے کبھی جنبش نہ ہو گی میں اب کبھی اس راستے سے نکلوں گا نہیں لیکن مجھ میں کہاں طاقت تھی کہ میں اس عہد پر قائم رہتا۔ اے خداوند تو نے اپنے کرم سے میرے اس پہاڑ کو قائم رکھا۔ محض تیرا کرم اور تفضل تھا کہ میرے پہاڑ کو میرے عزم کے پہاڑ کو ثبات عطا ہوا ہے اور واقعۃً مجھے کبھی جنبش نہیں ہوئی۔

"جب تو نے اپنا چہرہ چھپایا تو میں گھبرا اٹھا۔ اے خداوند
میں نے تجھ سے فریاد کی میں نے خداوند سے منت کی۔
جب میں گور میں جاؤں تو میری موت سے کیا فائدہ۔ کیا
خاک تیری ستائش کرے گی کیا وہ تیری سچائی کو بیان
کرے گی"۔

اس سے مراد ظاہر قبر نہیں ہے ظاہری قبر میں تو ہر انسان جاتا ہے کیونکہ اس نے بہرحال جانا ہے اور خدا کی ستائش پھر بھی باقی رہتی ہے یہ وہی گور ہے جس کے متعلق حضرت داؤد پہلے کہہ چکے ہیں کہ "تو نے مجھے گور سے نکالا"۔ یعنی خدا تعالیٰ سے دوری کے اندھیرے خدا تعالیٰ کے وصل سے پہلے کی کیفیت تو عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر میں گور میں چلا گیا تو میری مٹی تو بے کار ہو جائے گی وہ مٹی جو روحانی لحاظ سے مر جائے وہ تو تیری ستائش نہیں کر سکتی۔

"سن لے اے خداوند اور مجھ پر رحم کر اے خداوند تو میرا مددگار
ہو تو نے میرے ماتم کو ناچ سے بدل دیا"۔

یعنی ایک طرف گریہ و زاری کرتے ہیں تو خدا کی طرف سے خوشخبری پاتے ہیں اور کیسا پیارا نقشہ کھینچا ہے۔

"تو نے میرے ماتم کو ناچ سے بدل دیا تو نے میرا ٹاٹ
اتار ڈالا اور مجھے خوشی سے کمر بستہ کیا تاکہ میری روح تیری
مدح سرائی کرے اور چپ نہ رہے اے خداوند میرے خدا
میں ہمیشہ تیرا شکر کرتا رہوں گا"۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر الٰہی سے تعلق میں جس نبی کی مثال چنی ہے دیکھیں کس شان کے ساتھ اس پر چسپاں ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کلام کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اس میں گہرے حکمتوں کے راز ہوتے ہیں۔ یہ فوراً دل میں خیال اٹھنا چاہئے کہ داؤد کو کیوں چن لیا بڑے بڑے پاکباز اور بڑے بڑے بلند مرتبہ نبی اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور قرآن نے ان کا بڑی شان سے ذکر فرمایا تو محمد رسول اللہ نے داؤد کو کیوں چنا ہے صرف اس لئے کہ حضرت داؤد کو یہ خاص مرتبہ حاصل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت کے گیت گانے کا سلیقہ خود عطا فرمایا تھا اور اس دعا کے نتیجے میں جس دعا کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے لئے محفوظ فرمایا اور آئندہ ہمیں پڑھنے کی ہدایت کی یہ حدیث قدسی ہے۔ کیونکہ کوئی نبی بھی اپنی طرف سے کلام نہیں کرتا سوائے خدا کے اشارے کے مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس معاملے میں سب نبیوں سے ممتاز ہیں کہ آپ کا ادنیٰ سا

کلمہ بھی آپ نے اپنے دل سے اپنی جان سے نہیں کہا وہی کہا جو اللہ چاہتا تھا کہ آپ کہیں اور جو اللہ کا منشاء تھا۔ پس لیسا اوقات قرآن کے علاوہ بھی آپ پر وحی نازل ہوئی بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ گویا آپ ہمیشہ ایک وحی کی کیفیت میں زندہ رہے اور آپ کی روزیا بھی وحی تھی پس یہ جو باتیں ہیں یہ وحی کے سوا نصیب نہیں ہو سکتیں۔ پس حضرت داؤد کے ذکر کو جو آپ نے چنا ہے اور خاص معین دعا کے ساتھ۔ یہ دعا آسمان سے آپ پر نازل فرمائی گئی اور اسی حکمت کے پیش نظر کر دیکھے حضرت داؤد کی مناجات کی طرف توجہ کریں اور ان سے استفادہ کریں۔

عرض کرتے ہیں:-

"اے خدا میرا انصاف کر اور بے دین قوم کے مقابلے میں میری
وکالت کر اور دغا باز اور بے انصاف آدمی سے مجھے چھڑا
کیونکہ تو ہی میری قوت کا خدا ہے تو نے مجھے کیوں ترک کر
دیا۔ میں دشمن کے ظلم کے سبب سے کیوں ماتم کرتا پھرتا
ہوں"۔

آپ جانتے ہیں تمام انبیاء جانتے ہیں کہ اللہ نے انہیں چھوڑا نہیں ہے لیکن ایک نہایت دردناک عجز کی کیفیت ہے جس کا بیان ہے پس مراد یہ تھی کہ تو مجھے چھوڑ بھی دے تو تیرا حق ہے لیکن بعض دفعہ محبوب کی آنکھوں میں ذرا بھی تغافل پیدا ہو تو محبت کرنے والا انسان یہی سوچتا ہے کہ مجھے چھوڑ دیا گیا اس لئے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ خدا نے ترک کر دیا تھا دونوں باتیں ہیں۔ اس میں ایک عجز کا اظہار کہ اے میرے مولیٰ تو ترک کر دے تو کوئی شکوہ نہیں یعنی میرا حق نہیں ہے کہ تجھے باندھ رکھے اور دوسرا یہ مضمون کہ اے خدا میں جب کبھی تیری طرف سے محبت کے آثار میں معمولی سی کمی دیکھتا ہوں بعض دفعہ ایک خاص وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے بعض دفعہ انسان پر ایک قبض کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور ہر حال میں خدا ایک ہی طرح ناراض نہیں ہوتا۔ پس وہ کیفیات جن میں کچھ محسوس ہو کہ شاید میرے آقا نے مجھ سے کوئی ایسی بات دیکھی ہے وہ پہلی سی بات اس کے پیار میں نہیں رہی ایسے وقت کی یہ دعا ہوتی ہے کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں ترک کر دیا جیسے کہا جاتا ہے

یک عشق و ہزار بدگمانیست

ایک عشق اور ہزار بدگمانیاں اس سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس محبوب کے متعلق ہمیشہ یہ فکر کہ کہیں نظریں نہ پھیر لے اس سے پھر دعا کے یہ مضمون پیدا ہوتے ہیں جو آپ سن رہے ہیں۔

"کیونکہ تو ہی میری قوت کا خدا ہے تو نے مجھے کیوں
ترک کر دیا میں دشمن کے ظلم کے سبب سے کیوں ماتم کرتا
پھروں"۔ تو مراد نہیں ہے کہ میں دشمن کے ظلم کے سبب سے ماتم کرتا پھروں
اپنی نور اور سچائی کو بھیج۔ وہی میری راہبری کریں وہی مجھے تیرے کوہ مقدس اور تیرے
تب میں خدا کے مذبح کے پاس جاؤں گا خدا کے حضور جو
میری کمال خوشی ہے"۔

یہی مضمون ہے۔ "ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"۔ تو ہر خوشی کا کمال اللہ کی ذات میں ہے اور اس سے تعلق میں ہے۔

"اے خدا میرے خدا! میں ستار بجا کر تیری ستائش
کروں گا"۔

ستار بجا کر ستائش کرنا ایک خاص عشق کا مضمون ہے یہ مراد نہیں ہے کہ انبیاء ہاتھوں میں ستار پکڑ کے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے یا اس کی ستائش کیا کرتے تھے۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں خدا تعالیٰ سے محبت کی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ساری رات ناچ کے میں نے یار منانا ہوں وہ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک وہ بزرگ لوگ ساری رات گاتے تھے ناچتے رہتے تھے ان کی تو دل یہ جاہل تو ناچتے ہیں مگر وہ نہیں ناچا کرتے تھے دل ناچا کرتے

ہیں۔ روح وجد میں آتی ہے۔ انسان کی روح وہ مُرلی بجاتی ہے جو نغمہ نکالتی ہے وہ آسمانی مُرلی ہے آسمانی مُرلی کی سُر ہے۔ پس یہ اشارہ ہے۔ "میں ستار بجا کر تیری ستائش کروں گا۔ اے میری جان تو کیوں گری جاتی ہے تو اندر ہی اندر کیوں بے چین ہے خدا سے امید رکھ کہ وہ میرے چہرے کی رونق اور میرا خدا ہے"!

کتنا عظیم کلام ہے اور اندر ہی اندر جان گھلی جاتی ہے۔ وہ نبی جن کا مرتبہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ان کی ایک دعا کو پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کا تو یہ مرتبہ ہے یہ حال ہے اور چھوٹے چھوٹے نیکیاں کرنے والے لوگ وہ نیکیاں بھی اللہ بہتر جانتا ہے کہ نیکیاں تھیں بھی کہ نہیں، خود ستائشی بھی ہو سکتی ہیں وہ تھوڑی سی نیکی پر تکبر سے دیکھیں کیسی کیسی چھلانگیں مارتے ہیں اور یہاں یہ کیفیت ہے کہ اندر ہی اندر میں کیوں بے چین ہوں جان گھلی جاتی ہے اس غم سے کہ کہیں میرے خدا کی نظر نہ مجھ سے پھر جائے "خدا سے امید رکھ کہ وہ میرے چہرے کی رونق اور میرا خدا ہے میں پھر اس کی ستائش کروں گا" پھر عرض کرتے ہیں۔

"اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تو میری مدد اور میرے نالہ فریاد سے کیوں دور رہتا ہے۔ اے میرے خدا میں دِن کو پکارتا ہوں پر تو جواب نہیں دیتا اور رات کو بھی اور خاموش نہیں ہوتا۔ لیکن تو قدوس ہے تو جو اسرائیل کی حمد و ثنا پر تخت نشین ہے"۔

جب میں نے یہ بیان کیا کہ اصل عرش جس پر خدا تخت نشین ہوتا ہے رونق افروز ہوتا ہے وہ اس کے پاک بندوں کی حمد و ثنا ہے ورنہ کوئی ظاہری عرش دنیا میں ایسا نہیں ہے فرشتے بھی جو اس کا تخت اٹھائے ہوئے کہا جاتا ہے وہ حمد و ثناء کا تخت ہے ورنہ ظاہری تخت کونسا ہے جس پر خدا بیٹھتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی مضمون کو بیان فرماتے ہیں اور حضرت داؤدؑ بھی یہی کہہ رہے ہیں تو جو اسرائیل کی حمد و ثنا پر تخت نشین ہے یہ تیرا عرش اسرائیل کی حمد و ثناء پر ہے۔ فرماتے ہیں ؎

دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرش رب العالمین
قُرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اترا مجھ میں یار

کہ میرے قرب کی وجہ سے میرا یار مجھ میں اترا ہے اور خدا کا قرب عرش عطا کرتا ہے یعنی قرب الٰہی کا بلندی سے ایک گہرا اٹوٹ تعلق ہے پس دل عرش بنا جایا کرتے ہیں ورنہ ظاہری طور پہ کوئی قریب نہیں ہوا کرتا۔ پھر حضرت داؤد کہتے ہیں "ہمارے باپ دادا نے تجھ پہ توکل کیا انہوں نے توکل کیا اور تو نے ان کو چھڑایا" یعنی ہم تو وہ لوگ ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ تیرے توکل چلے آ رہے ہیں "انہوں نے توکل کیا اور تو نے ان کو چھڑایا انہوں نے فریاد کی اور رہائی پائی انہوں نے تجھ پر توکل کیا اور شرمندہ نہ ہوئے پر میں تو کیڑا ہوں انسان نہیں"!

کتنا عظیم کلام ہے جو حمد و ثناء کے ساتھ فوراً عجز کی طرف مائل کر دیتا ہے پہلی دعا کا جو انداز تھا بالکل وہی انداز ہے جو حضرت داؤد کا یہاں بھی ہے۔ بظاہر یہ کہہ رہے ہیں جس طرح عام لوگ کرتے ہیں کہ باپ دادا کی خاطر ہی ہمیں معاف فرما دے ہم بھی ان کی عظمتوں کے نشان ہیں۔

اور میں کس منہ سے مانگوں میں تو تیرا ہوں ان میں تو نیکیاں تھیں میں انسان نہیں ہوں آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔ میں وہ ہوں جس کی طرف حقارت سے انگلیاں اٹھتی ہیں کہ ذلیل کیڑا ہے اس کو دیکھو۔ "وہ سب مجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اڑاتے ہیں وہ منہ چڑاتے ہیں اور سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں اپنے کو خداوند کے سپرد کر دے وہی اسے چھڑائے جب کہ وہ اس سے خوش ہے تو وہی اسے چھڑائے پر تو ہی مجھے پیٹ سے باہر لایا میں شیر خوار ہی تھا تو نے مجھے توکل کرنا سکھایا میں پیدائش ہی سے تجھ پر چھوڑا گیا۔

میری ماں کے پیٹ ہی سے تو میرا خدا ہے۔ مجھ سے دور نہ رہ کیونکہ مصیبت قریب ہے اس لئے کہ کوئی مددگار نہیں"۔

(زبور باب ۲۲ آیات ۱ تا ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے داؤدی لحن عطا فرمائی تھی اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق داؤد ہونے کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ میں کبھی داؤد بھی ہو جاتا ہوں۔

آپ نے خدا کے حضور عرض کیا

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

دیکھئے حضرت داؤد کی اس عبارت سے کتنی مشابہ اور کتنی قریب ہے کہ "میں تو کیڑا ہوں انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر"۔ پھر عرض کرتے ہیں۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

تو نے مجھے اپنے فضل سے چنا ہے۔ مجھ میں کونسی خوبی تھی یہ محض تیرا احسان ہے کہ مجھے اس خدمت کے لئے چن لیا ہے۔ پھر اسی مضمون کو دوبارہ ایک اور شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن

حضرت داؤد کہتے ہیں جب میں شیر خوار ہی تھا تو نے مجھے توکل کرنا سکھایا میں پیدائش ہی سے تجھ پہ چھوڑا گیا میری ماں کے پیٹ ہی سے تو میرا خدا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کرتے ہیں

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار

اور آج کل کے بدنصیب ملاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کو تحقیر اور تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں دراصل حضرت داؤدی لحن ہی میں ایک شعر کہا گیا ہے۔ یہ لحن داؤدی ہے وہی مضمون ہے جو حضرت داؤدؑ نے بیان کیا اور آپ کبھی کسی ملاں کی آواز میں سن لیں کہ کس کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمسخر اڑاتے ہیں کس طرح حاضرین کو ابھارتے ہیں اور کہتے ہیں بتاؤ تمہاری جائے نفرت کیا ہے یہ کیا چیز ہے جس کا ذکر کر رہے ہیں اور پھر جو بکواس ان کے منہ میں آتی ہے بکتے ہیں اور حضرت داؤدؑ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ گندوں کی زبانیں تضحیک کا نشانہ بناتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے بھی اس زمانے کا داؤد بنایا ہے اس لحاظ سے لفظاً لفظاً پورا ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مناجات کی میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ عرض کرتے ہیں۔

"اور اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں تو نے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں

"اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں"

ہر مقدس جانتا ہے کہ اس کی روحانی زندگی خدا کے فضل سے وابستہ ہے حضرت داؤدؑ نے جو دعا کی کہ میں گور میں نہ چلا جاؤں ورنہ کیا مٹی تیری ستائش کرے گی وہی مضمون ہے کہ میں ہر دم تیری ثناء کر رہا ہوں مجھے ہلاک

نہ ہونے دینا میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے میں تیری وجہِ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں۔ ” اے خدا تعالیٰ! قادر و ذوالجلال! میں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں“۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی حکمت

اب رقت اور حضور نماز کا حاصل نہ ہونا یہ ایک روزمرہ کی عام بات ہے جو دنیا کے اکثر نمازیوں کا روزمرہ تجربہ ہے پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس بیماری سے نجات کا نسخہ لکھ رہے ہیں اس میں اسے ایک ایسی کیفیت قرار دیتے ہیں جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ رگ و ریشہ میں زہر سرایت کر جائے یہ ایک ایسی بات ہے جسے ٹھہر کر سمجھنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام یونہی کسی نثر نگار کا کلام نہیں جو سجا سجا کر جو بات ذہن میں آئے اپنی نثر کو سجانے کے لئے پیش کر دیتا ہے اس میں گہری حکمت ہوتی ہے اور حقیقت ہوتی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ نمازوں میں لذت اس وقت نصیب نہیں ہوتی جبکہ انسان کی ساری لذت کی تمنائیں دنیا کی طرف مائل ہو چکی ہوتی ہیں۔ اس کا صبح اٹھنا، اس کا رات کو سونا۔ ایسی امنگوں اور خوابوں میں اور اپنے نفس کے ساتھ باتوں کے ساتھ ہوتا ہے جس میں دنیا طلبی کی باتیں ہوتی ہیں۔ آج مجھے یہ بھی مل جائے آج مجھے وہ بھی مل جائے۔ آج میرا یہ کام پورا ہو۔ آج میں اس طرح اپنے محبوب کو پاؤں اس طرح اس کے ساتھ وصل کی راتیں کٹیں وغیرہ وغیرہ یا اس سے ملتے جلتے دوسرے مضمون۔ ساری زندگی اسی طرح روز و شب میں کٹ جاتی ہے۔ وہ روزمرہ کی تمنائیں اسے گھیرے رکھتی ہیں۔ ان کے ساتھ سوتا ہے۔ ان کے ساتھ جاگتا ہے پھر نماز میں سرور کیسے پا سکتا ہے۔ کبھی سوتے جاگتے اللہ کا ذکر بھی تو کرے از خود اس کی طرف دھیان جائے جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مثالیں میں نے آپ کے سامنے رکھی تھیں۔ رات کو خدا کے ذکر کے ساتھ سویا کرتے تھے صبح اس ذکر کے ساتھ اٹھتے تھے اور ساری رات اسی ذکر میں صرف ہوا کرتی تھی۔ پس ایسے شخص کی عبادت ذکر سے زندہ ہو جایا کرتی ہے۔ اس زندگی میں سرور و لطف ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کیفیت کو ایک معمولی ابتدائی بیمار قرار نہیں دیا۔ فرمایا ہے توجہ کرو کہ تمہارے نفس میں دنیا کا زہر گھل گیا ہے اور تمہارے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے اس کے نتیجے میں یہ کیفیت پیدا ہوئی ہے جس کو تم معمولی سمجھ رہے ہو اور اسے دور کرنے کرنے دقت لگے گا۔ محنت لگے گی۔ توجہ کرنی ہوگی۔ خدا ... عاجزانہ دعائیں کرنی ہوں گی۔ آناً فاناً تو کینسر ٹھیک نہیں ہو جایا کرتے۔ بعض مریض مختلف قسم کی روحانی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور نسخہ ایسا مانگتے ہیں کہ ادھر نسخہ منہ کے اندر گیا اور نسخہ کا تیار کردہ جو بھی محلول ہے اور اسی وقت شفا ہو گئی۔ بعض دفعہ اتنے لمبے عرصے تک ایڑیاں رگڑنی پڑتی ہیں اور شفا کے متلاشی کو اگر وہ دعا بھی ساتھ کرے شفا مل بھی جایا کرتی ہے اور کبھی نہیں بھی ملتی مگر دنیا میں بھی شفا اس وقت نہیں ملتی جبکہ مرض حد سے گذر چکا ہو اور توجہ عارضی ہو جو اس کے مقابل پر اتنی طاقت نہ رکھتی ہو۔ روحانی دنیا میں بھی یہی حال ہے۔ ایک عدل کا نظام ہے جو جاری و ساری ہے پس جتنی کمزوری ہے اتنی شدت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے ذہن اور روح اور دل کو بیدار ہونا پڑے گا اور بڑی فراست کے ساتھ اس بیماری کو

پہچاننا ہوگا اور اس کے مقابل پر کوئی نسخہ تجویز کرنا ہوگا اور سب سے پہلے ہر نسخے کا آغاز دعا سے ہونا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی ذکر کر رہے ہیں اس کو پھر غور سے سنئے۔

” میں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں رہا“۔

کتنے لاکھوں کروڑوں عبادت کرنے والے ہیں جو بے چارے اسی کیفیت میں سے گذر رہے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ ہماری کیفیت ہے کیا؟

” میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تاکہ اس کے ذریعے سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میسر آ دے“۔

سب سے بڑا اور مؤثر نسخہ اپنے نفس کی شناخت اور دعا ہے

پس سب سے بڑا اور مؤثر نسخہ اپنے نفس کی شناخت اور اس شناخت کے بعد دعا ہے ورنہ خالی دعا اگر سکھا دی جائے تو انسان منہ سے باتیں کرتا رہتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور جس طرح وہ باتیں اس کے دل پر اثر نہیں کر رہی ہوتیں اللہ پر بھی اثر نہیں کرتیں۔ آپ کے دل فیصلہ کرتے ہیں کہ کوئی دعا قبول ہوگی یا نہیں ہوگی یہ دل کی کیفیات ہیں جو اس کی طرف منتقل ہوتی ہیں جس سے مانگا جا رہا ہے۔ بعض دفعہ مانگنے والے ایسی بے کسی اور بے بسی سے مانگتے ہیں کہ پتھر دل بھی موم ہو جاتے ہیں لیکن اپنی شناخت ضروری ہے اس کے بغیر یہ عجز پیدا نہیں ہوگا اس کے بغیر یہ اضطراب پیدا نہیں ہوگا جو قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح لحنِ داؤدی میں ایک اور دعا ہمیں سکھاتے ہیں فرماتے ہیں۔

” اے میرے خدا! میری فریاد سن کہ میں اکیلا ہوں۔ اے میری پناہ اے میری سپر۔ میری طرف متوجہ ہو کہ میں چھوڑا گیا ہوں“۔

” اکیلا ہوں“ میں ایک مضمون بیان ہوا ہے اور ” چھوڑا گیا ہوں“ میں دوسرا مضمون بیان ہوا ہے ایک اکیلا ویسے ہی اکیلا ہوتا ہے لیکن ایک دشمنی اور نفرت کے سبب سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ بعض لوگوں سے اس لئے اجتناب کرتے ہیں کہ ان کو مکروہ دیکھتے ہیں پس حضرت داؤدؑ نے جو یہ مضمون بیان فرمایا ہے وہی ایک اور رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کر رہے ہیں کہ میں چھوڑا گیا ہوں یہ دراصل حضرت داؤدؑ سے زیادہ ایوبی کیفیت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ حضرت ایوب کی دعاؤں میں یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ ایسے بیمار ہوئے کہ جلد کی بیماری ہو گئی اور یہاں تک الفاظ آتے ہیں کہ گویا آپ کے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور لوگ کراہت سے دیکھتے تھے اور منہ پھیرتے چلے جاتے تھے۔ انگلستان میں بھی رواج تھا کہ یہاں ایک زمانے میں کوڑھی کے لئے حکم تھا کہ وہ گلے میں گھنٹی ڈال کے پھرے تاکہ کسی کی نظر نہ اس پر پڑ جائے یعنی لوگوں کی نظروں کو اس عذاب سے بچانے کے لئے یا اس کی نحوست سے بچانے کے لئے کوڑھی کا فرض تھا کہ وہ گھنٹی بجاتا پھرے کہ میں اس راہ پہ آ رہا ہوں تم لوگ رستہ چھوڑ دو یا کسی اور طرف چلے جاؤ تو چھوڑا گیا ہوں، میں جو مضمون ہے وہی مضمون ہے۔ اکیلا ہوں تو ہے ہی تیرے سوا میرا کوئی نہیں رہا۔ کوئی نہیں ہے۔ دنیا نے حقارت سے مجھے چھوڑ دیا ہے۔

” اے میرے پیارے! اے میرے سب سے پیارے مجھے اکیلا مت چھوڑ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیری درگاہ میں میری روح سجدہ میں ہے“۔

اکیلا چھوڑنے میں اللہ کی طرف دھیان گیا ہے سب دنیا چھوڑ دے گی تو کوئی فرق نہیں پڑتا میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا میری طرف واپس

آجائے میں یہ عرض کرتا ہوں تو مجھے نہ چھوڑ۔ اگر تو مل گیا تو پھر سب کچھ مل گیا۔ پھر ایک دعا ہے۔

" میں اس تیماردار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گیں ہوں۔ اے میرے اللہ تو نے مجھے اس دور کا مسیحا بنا دیا ہے، میں ان بیماروں کا تیماردار بنایا گیا ہوں "

پس اس کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے جیسے ماں بچے کے غم میں مبتلا ہو یا باپ بیٹے اور بیٹی کے غم میں مبتلا ہو اس طرح میں اس قوم کے غم میں مبتلا کر دیا گیا ہوں۔ " اس ناشناس قوم کے لئے" ایسی قوم کا مجھے غم لگ گیا ہے جو پہچانتی نہیں کہ اس کا مسیحا کون ہے۔ بیمار اتنی کہ قبروں میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھی ہے اور حالت یہ ہے کہ اپنے مسیحا کو پہچانتی نہیں۔

" دعا کرتا ہوں کہ اے قادر و ذو الجلال خدا۔ ہمارے ہادی اور راہنما تو لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش "

مرحومین کا ذکر خیر

آخر پر میں چند مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی بھی دن چونکہ چھوٹے ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد نماز عصر ہوگی اس کے معاً بعد نماز جنازہ غائب ہوگی۔

سب سے پہلے صوفی بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم کی وفات کی آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ آپ چند روز بیمار رہ کر ہسپتال میں وفات پا گئے۔ ۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صوفی عطا محمد صاحب ۱۹۱۰ء میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ کے نانا شیخ محمد اسماعیل صاحب ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ مکرم صوفی صاحب مرحوم مغفور کو تقریباً سب جماعت جانتی ہے۔ کالج میں پروفیسر بھی رہے، اور مختلف رنگ میں دین کی بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اور جانفشانی کے ساتھ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بہت علمی ذوق تھا اور اللہ کے فضل کے ساتھ دینی علم بڑا گہرا تھا اور ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے جس خدمت پر بھی مامور رہے علمی مشاغل کو اس کے علاوہ ہمیشہ جاری رکھا۔ وفات کے وقت تحریک جدید میں وکیل التعلیم تھے۔

شیخ عبد الواحد صاحب بہت وسیع تعارف کے حامل تھے۔ جماعت میں بہت بھاری تعداد ان کو جانتی تھی۔ ان کی اہلیہ امۃ البشیر صاحبہ وفات پا گئی ہیں ان کی بھی نماز جنازہ ہوگی۔

مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب آف کراچی جو شیخ عطا محمد صاحب کے صاحبزادے تھے جو علامہ اقبال کے چچا تھے یا تایا تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی بیعت کرنے والوں میں سے تھے اور اللہ کے فضل سے بہت مخلص صحابی تھے۔ شیخ اعجاز احمد صاحب کو آپ کے ساتھ بیعت کرنے کی توفیق نہیں ملی تو غالباً والدہ یا دیگر رشتہ داروں کا اثر ہوگا۔ لیکن آپ نے ۱۹۳۱ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن اللہ کے فضل کے ساتھ بہت ہی پاکباز انسان، بہت ہی مرنجاں مرنج طبیعت، مہمان نواز، خوش اخلاق، اعلیٰ پاکیزہ مجلسیں لگانے والے تھے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی صحبت کا ان میں کافی رنگ پایا جاتا تھا۔ چودھری صاحب کو ان سے بہت پیار تھا۔ آپ نے تحدیث نعمت میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب "مظلوم اقبال" کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ جب علامہ اقبال کے متعلق بہت سے لکھنے والوں نے اس نئے دور میں جھوٹی باتیں پھیلانی شروع کیں کہ ان کا احمدیت سے کوئی تعلق کبھی نہیں رہا اور خاندان میں یہ بات نہیں تھی اور احمدیت کے خلاف ایسے ایسے معاندانہ انہوں نے کام کئے وغیرہ وغیرہ تو شیخ صاحب نے چند سال پہلے اس کے جواب میں باوجود بڑھاپے اور کمزوری کے بہت اچھی کتاب لکھی اور کہا کہ میں گھر والا ہوں میں جانتا ہوں کہ ہمارے گھر میں کیا ہوتا ہے۔ کس طرح انہوں نے اپنے

بیٹے کو عقیدت کے ساتھ قادیان سکول میں پڑھنے کے لئے بھجوایا تھا کہ باقی دنیا میں دوسرے سکولوں میں بے دینی پائی جاتی ہے وہیں سے دین سیکھے گا تو اگر ایسا شخص آغاز ہی سے احمدیت کے خلاف ہوتا تو یہ کام کیوں کرتا وہ کتاب بھی پڑھنے کے لائق ہے جس کسی کو موقع ملے تو اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ بہت اچھی کتاب ہے۔

عبد العزیز برقا مجلس انصار اللہ کے آڈیٹر تھے۔ ۱۹۷۸ء میں بیعت کی تھی مگر بہت جلد جلد اخلاص میں ترقی کی اور شدید مخالفت میں ایذا رسانیوں کے باوجود بڑے اخلاص سے احمدیت پر قائم رہے ان کے لئے بھی نماز جنازہ میں دعا کی جائے گی۔

حمیدہ منصور صاحبہ طاہرہ مسعود حیات صاحبہ ہمارے لندن کی جماعت کے مسعود حیات صاحب کو آپ جانتے ہیں حمیدہ منصور صاحبہ ان کی بیگم طاہرہ کی بہن تھیں اور جرمنی میں وفات پا گئی ہیں۔ (بشکریہ الفضل لندن)

مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماعات

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا پچیسواں ۲۵ اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا سولہواں ۱۶ سالانہ اجتماع ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ اکتوبر ۹۴ء کو قادیان میں منعقد ہوگا انشاء اللہ۔

قائدین، خدام و اطفال سے گزارش ہے وہ اس بابرکت اجتماع میں کثرت سے شریک ہوں

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت برائے سال ۱۹۹۴-۹۶ء

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سال ۱۹۹۴-۹۶ء کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۹۴ء کے موقع پر مجلس شوریٰ میں عمل میں آئے گا۔

قواعد انتخاب کا سرکلر مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے۔ اس کے مطابق قائدین مجالس زیادہ سے زیادہ ممبران کے ساتھ شریک ہوں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اعلان نتیجہ انعامی مقالہ

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ بھارت کی طرف سے گزشتہ سال ۱۹۹۳ء میں بعض عناوین پر انعامی مقالہ تحریر کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔

اوّل دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے مقالہ نگار کے لئے علی الترتیب ۱۰۰۰/- Rs ۷۰۰/- Rs اور ۵۰۰/- Rs کا انعام مقرر تھا۔

نظارت ہذا میں ۱۱ عدد مقالہ جات موصول ہوئے تھے اس میں درج ذیل مقالہ نگاروں نے پوزیشن حاصل کی ہے خدا تعالیٰ ان کا یہ کامیابی مبارک کرے آمین

(۱) مکرم سید رشید احمد صاحب نانا نگر — اوّل
(۲) " ظفر احمد صاحب گنگوہی قادیان — سوم
(۳) مکرمہ رضیہ خاتون صاحبہ بنگال — دوم
(۴) عزیز عطاء الٰہی احسن غوری قادیان — سوم

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ہندوستان کی تبلیغی وتربیتی مساعی

لجنہ اماء اللہ کرناٹک زون ا کا پہلا کامیاب سالانہ اجتماع

رپورٹ مرتبہ :۔ مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ

الحمد للہ امسال لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کرناٹک زون ا کو مورخہ ۲۹ ر تا ۳۰ ر جنوری ۱۹۹۴ء پہلی مرتبہ شیموگہ میں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی سعادت ملی۔

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ صوبائی صدر زون ا کی قیادت میں اجتماع کمیٹی کو تشکیل دی گئی۔ چنانچہ مورخہ ۲۹ و ۳۰ / ۱ / ۹۴ کو یہ اجتماع مسجد احمدیہ شیموگہ کے قریب ایک کھلے میدان میں منعقد کیا گیا۔

افتتاحی اجلاس

مورخہ ۲۹ / ۱ / ۹۴ صبح ۱۰ بجے افتتاحی اجلاس زیر صدارت محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ صدر صوبائی زون ا شروع ہوا تلاوت و نظم و عہد کے بعد محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ شیموگہ، مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ و صدر اجلاس نے تقاریر کیں۔

علمی مقابلہ جات

افتتاحی اجلاس کے بعد حسن قرأت، حفظ قرآن، تقاریر، نعت خوانی و معلومات کے مقابلہ جات ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

بذریعہ فیکس حضور انور کی خدمت میں اس اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ حضور نے ازراہ شفقت مورخہ ۲۹ / ۱ / ۹۴ کو رات ۸½ بجے ایم ٹی اے کے ذریعہ لجنہ اماء اللہ کرناٹک کے اجتماع کے حوالہ سے تفصیلی ذکر فرماتے ہوئے لجنہ اماء اللہ کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ جس میں حضور نے تلاوت قرآن۔ اردو، عربی سیکھنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

دوسرا دن اجتماع ناصرات الاحمدیہ

پہلا اجلاس

اجتماع کا دوسرا دن ناصرات الاحمدیہ کرناٹک کے پروگرام سے شروع ہوا۔ پروگرام ٹھیک ۱۰-۳۰ بجے صبح تلاوت، عہد و نظم کے ساتھ زیر صدارت محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ شیموگہ شروع ہوا۔ بعدہٗ محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے سالانہ رپورٹ ناصرات الاحمدیہ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کے حسن قرأت، حفظ قرآن، نظم خوانی، تقاریر۔ فی البدیہہ تقاریر کے نہایت عمدہ و دلچسپ مقابلہ جات ہوئے۔ جملہ مقابلہ جات میں اوّل، دوم، سوم آنے والی ممبرات کو انعامات کا حقدار قرار دیا گیا۔ اس دوران دوپہر ۱۵-۱ تا ۲-۴۵ تک نماز ظہر و عصر اور کھانے کے لئے وقفہ دیا گیا۔ بعد دوپہر ۲-۴۵ سے پھر بقیہ علمی مقابلہ جات و کھیلوں کے پروگرام ۵ بجے تک جاری رہے۔ ناصرات کے جملہ پروگرام نہایت اچھے دلچسپ تھے۔

باہر سے آنے والی لجنات و ناصرات کے قیام و طعام کا انتظام لجنہ اماء اللہ شیموگہ نے نہایت عمدہ رنگ میں کئے۔

اختتامی اجلاس و تقسیم انعامات

یہ اجلاس ٹھیک ۵ بجے شام شروع ہوا۔ حضور کے پیغام کا خلاصہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ جنرل سیکرٹری شیموگہ نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام کے بعد خاکسار نے لجنات کو حضور کے ارشادات کی روشنی میں متوجہ کیا۔ بعدہٗ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ نائب صدر نے تمام مجالس سے آنے والی ممبرات کا شکریہ ادا کیا۔ نیز اجتماع میں تعاون کرنے والے خدام و انصار کا شکریہ ادا کیا۔ بعدہٗ ازاں محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ بنگلور صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ کرناٹک زون ا نے اوّل، دوم، سوم آنے والی ممبرات لجنہ و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے۔ تقسیم انعامات کے بعد موصوفہ نے لجنات کا شکریہ ادا کیا۔ بالآخر ۶ بجے شام دعا کے ساتھ اجتماع کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔

نمائش

لجنہ اماء اللہ شیموگہ نے اپنے ہاتھوں سے نہایت ہی دیدہ زیب کشیدہ کاری سے مزین چیزیں تیار کر کے نمائش کا انتظام کیا جو مسجد احمدیہ میں مستقل نمائش ہال میں خوبصورت رنگ میں سجائی گئیں تھیں۔ اس پُرکشش نمائش نے اجتماع کو چار چاند لگائے۔

مجلس شوریٰ

اجتماع کے پہلے دن مورخہ ۲۹ / ۱ / ۹۴ کو بعد نماز عشاء محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کرناٹک کی صدارت میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو لجنہ اماء اللہ کرناٹک زون ا کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور افضال الٰہیہ کا موجب بنائے۔ آمین ❊

گیا میں تبلیغی و تربیتی مساعی

گیا میں ایک خاندان نے بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے تھے جن کا ذکر "بدر" میں آچکا ہے۔ شمیم الدین صاحب اور ان کے لڑکے عزیزم عمران احمد کی تبلیغ سے تین اور اشخاص نے بھی بیعت کی ہے۔ عزیزم عمران احمد اور عزیزم محمد عالم صاحب نے مارچ ۱۹۹۴ء کے تیسرے ہفتے میں محترم باقی صاحب کی کتاب "حقیقت ختم نبوت" اور "عقائد فرقہ دیوبندیہ" کو گیا کے تمام مسلم محلے کی آبادی والے علاقے، تمام مساجد کے پیش اماموں و خطیبوں، دانشوروں کو پیش کیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ لوگ اس کتاب کا غیر جانبدار ہو کر مطالعہ کریں اور پھر احمدیت کی حقیقت کا جائزہ لیں۔ ان حقیر سی نیز کاوشوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ تھاریار مخالفت شروع ہوئی۔ اور اس کے بہتر نتائج سامنے آرہے ہیں۔

جہاں ایک طرف مخالفین احمدیت مذکورہ بالا کارروائی کر رہے تھے تو دوسری طرف گیا میں پہلے جماعتی جلسے کی تیاری چل رہی تھی۔

چنانچہ یکم اپریل ۱۹۹۴ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب تمام احمدی احباب محترم شمیم الدین صاحب صدر جماعت گیا کے مکان پر جمع ہوئے اور جلسہ "یوم مسیح موعود" بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ جلسے کی کارروائی کا آغاز محترم جناب ظفر الحق صاحب آف قادیان کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ بعدہٗ منظوم کلام مسیح موعودؑ پروفیسر امتیاز احمد صاحب نے بڑے جوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد "مسیح موعود اقوام عالم" کے عنوان سے ایک تقریر محترم جناب طاہر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال نے فرمائی اور اختتامی تقریر پروفیسر امتیاز احمد صاحب نے کی جس میں موصوف نے کسوف و خسوف (چاند گرہن اور سورج گرہن) کو مسیح موعودؑ کی صداقت کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ دو نو احمدی اور دو زیر تبلیغ احباب کے سوالات سے شروع ہوا۔ خاص طور پر یہ سارے سوالات ختم نبوت کے متعلق ہی تھے۔ جس کا جواب پروفیسر امتیاز احمد صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا۔ اختتام جلسہ پر محترم طاہر احمد صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق سے نوازے۔

(خاکسار۔ شاہ ناصر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گیا)

عید ملن پارٹی

الحمد للہ عید الفطر کے دوسرے روز ۴ / ۳ / ۹۴ کو جماعت احمدیہ پرسونی نیپال کو پہلی دفعہ عید ملن پارٹی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ شام ۵ بجے خاکسار کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب، مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ممبر [illegible] پوکھرہ نیپال، ڈاکٹر ہری کو تھا پرشاد (پی۔ایچ۔ڈی) ہنگری، چھتری منسٹر اور کمیونسٹ لیڈر اور خاکسار نے جلسہ سے خطاب کیا اور خاکسار نے احباب و مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اختتامی دعا کے بعد معزز مہمانوں کو ٹی پارٹی دی گئی۔ اس تقریب میں معزز مہمان ہندو لیڈروں کے علاوہ اعلیٰ پولیس اور کسٹم افسران بھی شامل تھے۔ قرب و جوار کے احمدی احباب بھی تشریف لائے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ مختصر پروگرام کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین ❊

(خاکسار۔ شرافت احمد خان شوز انچارج مبلغ نیپال)

ضروری اعلان بسلسلہ شمولیت جلسہ سالانہ برطانیہ

بھارت کی جماعتوں سے جو احباب امسال جلسہ سالانہ برطانیہ (منعقدہ ۲۹ تا ۳۱ جولائی ۹۴ء) میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اپنے اسماء اور اگر کوئی جماعتی عہدہ ان کے سپرد ہے تو اس کی اطلاع اپنی جماعت کے صدر / امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ نظارت علیا کو جلد تر بھجوا دیں۔ تاکہ انٹرنیشنل مجلس شوریٰ میں شمولیت کے لئے اُن کا نام تجویز کیا جا سکے۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

صوبائی اجتماعات مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

درج ذیل مقامات پر مختلف صوبہ جات کے اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں:-

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ	تامل ناڈو	بمقام سیلا پالیم	۲۷-۲۸-۲۹ مئی
۲۔ " " "	اڑیسہ	" تاراکوٹ	۴-۵ جون
۳۔ " " "	آندھرا	" پالاکرتی	۱۱-۱۲ جون

احباب جماعت کی خدمت میں ہر سہ اجتماعات کی کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مالی دورہ انسپکٹران تحریک جدید

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہونے میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ اور بجٹ کے مقابلہ پر وصولی کی رفتار کافی سست ہے اور ایک خطیر رقم قابل وصول ہے۔ انسپکٹران تحریک جدید وصولی چندہ تحریک جدید اور اضافہ بجٹ کے لئے جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ اس لئے جملہ احباب سے گزارش ہے کہ انسپکٹران کے ساتھ تعاون فرماتے ہوئے چندہ تحریک جدید کی ادائیگی فرما دیں۔ نیز جملہ صدر صاحبان، سیکرٹریان و مبلغین اور معلمین سے بھی مخلصانہ تعاون کی درخواست ہے۔

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

اعلان نکاح

مکرم عبد المالک صاحب لاہور نمائندہ الفضل کی بیٹی عزیزہ عطیۃ القدیر صاحبہ کا نکاح مکرم شیخ عقیل الرحمان صاحب ابن حضرت شیخ مسعود الرحمان صاحب جرمنی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دس ہزار آٹھ سو جرمن مارک حق مہر پر مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے مورخہ ۴ مارچ ۹۴ء بمطابق ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ بروز جمعۃ المبارک قبل از خطبہ جمعہ دار الذکر لاہور میں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو بہت ہی مبارک فرمائے۔

(ادارہ)

ارشادِ نبوی صلعم
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

طالبِ دعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA - 700087.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُبھا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

FOR:-
DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS. & 200 GMS. POUCHES.
Contact:- TAAS & CO.
P, 48 PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072
PHONES:- 263267, 279302.

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A, DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA - 15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
باٹی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43 - 4028 - 5137 - 5206

امریکی شہریت حاصل کرنے کے لئے درخواست دینے کا طریق

ویزہ کے حصول کیلئے لاٹری کا اعلان۔ ۵۵ ہزار افراد کو ہر سال ویزا دیا جائیگا

سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک اعلان کے مطابق ایسے افراد جو امریکہ میں امیگریشن حاصل کرنے کے لئے فیملی یا ملازمت کی بنا پر مستحق نہیں ہیں حکومت کے اعلان کے مطابق لاٹری کے ذریعہ امریکہ مستقل رہائش اختیار کر سکتے ہیں۔ اس سال لاٹری میں حصہ لینے والے اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل پتوں پر یکم جون ۹۴ء تا ۳۰ جون ۹۴ء بھجوائیں۔ یکم جون ۹۴ء سے قبل یا ۳۰ جون ۹۴ء کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہ ہوگا۔ فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا۔

درخواست دہندہ چاہے امریکہ میں مقیم ہو یا باہر طریق کار سب کے لئے یکساں ہے۔ دنیا بھر کے کسی ملک سے (سوائے دئے گئے گیارہ ممالک سے) درخواست دی جا سکتی ہے۔ گیارہ ممالک جن کے باشندے اس سکیم میں درخواست نہیں بھجوا سکتے وہ ہیں جن میں سے گزشتہ پانچ سالوں میں پچاس ہزار سے زائد تارکین وطن امریکہ پہنچ چکے ہیں۔ ان ممالک میں برطانیہ (شمالی آئرلینڈ کے علاوہ) کینیڈا، میکسیکو، جمیکا، ایل سیلویڈور، ڈومینکن ریپبلک، چین (تائیوان سمیت)، انڈیا، فلپائن، جنوبی کوریا اور ویتنام شامل ہیں۔

شمالی آئرلینڈ اور ہانگ کانگ کے باشندے اس سال لاٹری میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ہر سال ان ممالک کی تعداد جن پر اس سکیم کا اطلاق نہ ہوگا شائع کی جایا کرے گی۔ یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ لاٹری میں حصہ لینے کے لئے جائے پیدائش والے ملک کو ملحوظ رکھا جائے گا نہ کہ جہاں آپ نے اب رہائش اختیار کی ہوئی ہے یا جس ملک کی شہریت آپ نے لے رکھی ہے۔

اسی طرح اگرچہ برطانیہ کے لوگ درخواستیں نہیں بھجوا سکتے مگر جو لوگ شمالی آئرلینڈ یا دیگر ممالک میں پیدا ہوئے ہیں وہ ان ممالک کی بنا پر لاٹری کیلئے اپنی درخواستیں ارسال کر سکتے ہیں۔

یہ سکیم امیگریشن ایکٹ ۱۹۹۰ء کے تحت جاری کی گئی تھی جس کو صدر بش نے منظور کر کے قانون کا حصہ بنایا تھا۔ اس طرح ہر سال ۵۵ ہزار افراد کو امریکہ کا ویزا دیا جائے گا۔ کسی ملک کو ۳۸۵۰ سے زائد ویزے نہیں دئے جائیں گے۔

کون لوگ درخواست دے سکتے ہیں

کوئی شخص جو مندرجہ بالا گیارہ ممالک کا باشندہ نہیں ہے درخواست بھجوا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ان گیارہ ممالک کا باشندہ ہو مگر اس کی بیوی یا خاوند ان ممالک کا باشندہ ہو جن سے درخواست بھجوانے کی اجازت ہے تو دونو میاں بیوی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ میاں بیوی کو علیحدہ علیحدہ درخواستیں بھجوانی ہوں گی۔ اگر کوئی شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو کہ اس کے والدین اس کی پیدائش کے وقت اس ملک کے باشندے نہیں تھے وہ اپنے والد یا والدہ کے آبائی ملک کی بنا پر اپنی درخواست بھجوا سکتا ہے۔

درخواست دہندہ کے لئے شرائط

۱:- کم از کم تعلیم امریکہ کے ہائی سکول (پاکستان کے انٹرمیڈیٹ) کے برابر ہو۔

۲:- یا گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کسی فنی پیشے کی ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہو اور دو سال کام کرنے کا تجربہ ہو۔

نوٹ:- یاد رہے کہ درخواست کے ساتھ تعلیم یا تجربے کے سرٹیفکیٹ یا شواہد بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی امریکن سفارت خانہ آپ کو تعلیم یا تجربے کی شرائط کے بارہ میں اس وقت تک نہیں بتا سکتا جب تک کہ آپ کا نام لاٹری میں نکل نہ آئے۔

درخواستیں دینے کا طریق

درخواست کے لئے کوئی باضابطہ فارم نہیں نہ ہی اس کے لئے کوئی رجسٹریشن فیس مقرر کی گئی ہے۔ درخواستیں سادہ کاغذ پر لکھ کر بھجوائیں۔ طریق کار اتنا آسان ہے کہ آپ کو کسی وکیل، قانونی مشیر یا سفارش کی ضرورت نہیں۔ درخواستیں صاف اور خوشخط لکھ کر یا ٹائپ کروا کر عام ڈاک کے ذریعے بھجوائیں۔

کوائف

الف:- درخواست دہندہ کا پورا نام اس ترتیب کے ساتھ کہ پہلے SURNAME یعنی خاندانی نام، پھر پہلا نام اور پھر وسطی نام لکھیں اور خاندانی نام کے نیچے لکیر لگائیں۔

مثلاً اگر آپ کا نام رشید احمد چوہدری ہے تو چوہدری آپ کا خاندانی نام ہوگا۔ رشید آپ کا پہلا نام جو اس کے بعد لکھا جائے گا اور احمد آپ کا وسطی نام ہوگا جو آخر میں لکھا جائے گا۔ لیکن اگر آپ صرف رشید احمد کہلاتے ہیں تو احمد آپ کا خاندانی نام ہوگا جبکہ رشید آپ کا پہلا نام۔

ب:- درخواست دہندہ کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش۔

تاریخ پیدائش میں دن، ماہ اور سال درج کئے جائیں اور جائے پیدائش میں قصبہ یا شہر کا نام، صوبہ یا کاؤنٹی یا ضلع کا نام اور پھر ملک کا نام درج کریں۔

ج:- جو لوگ شادی شدہ ہیں وہ اپنی بیوی یا شوہر اور اگر بچے ہیں تو ان کے نام، ان کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش درج کر دیں۔

د:- درخواست گزار اپنا ڈاک کا پتہ واضح طور پر لکھیں۔ لاٹری نکلنے کی صورت میں آپ کو اسی پتہ پر اطلاع دی جائے گی۔ اگر پوسٹل کوڈ بھی ہو تو اس کو بھی درج کریں۔ (ٹیلیفون اگر درج کرنا چاہیں تو درج کر سکتے ہیں)۔

ر:- اگر ملک آپ کی جائے پیدائش والے ملک سے مختلف ہو تو اس کا نام لکھیں۔ اگر بیوی یا خاوند کی وجہ سے یا والدین کے اعتبار سے درخواست دینے کے اہل ہوں تو ان کے ملک کا نام اور وجہ بیان کریں۔ (مثلاً بیوی فرانس میں پیدا ہوئی تھی وغیرہ)

اپنے تمام کوائف اوپر دیئے گئے طریق پر درج کر کے ایک لفافہ میں ڈال دیں اور لفافے کو بند کر کے باہر بائیں ہاتھ اوپر والے کونے میں سب سے پہلی سطر میں اپنے آبائی وطن کا نام لکھیں۔ دوسری سطر میں اپنا پورا نام اور تیسری سطر میں اپنا پورا پتہ درج کریں۔ پھر لفافے کو عام ڈاک سے مندرجہ ذیل چھ پتہ جات میں متعلقہ پتہ پر روانہ کر دیں۔

کسی امریکی سفارت خانہ کو درخواست نہ بھجوائیں۔ اگر کوئی شخص ایک سے زائد درخواستیں دے گا تو نااہل قرار دیا جائے گا۔ درخواستوں کا فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا۔ تمام درخواستوں کو ایک نمبر الاٹ کیا جائے گا اور کمپیوٹر کی مدد سے لاٹری نکالی جائے گی۔

درخواستوں کے لئے پتہ جات

ویزا کی درخواستوں کے لئے مندرجہ ذیل چھ ریجن بنائے گئے ہیں۔

۱۔ افریقہ

برّ اعظم افریقہ کے تمام ممالک، سینٹ ہیلینا اور ماریشس کے لئے پتہ:-

DV-1 PROGRAMME DV-1 PROGRAMME
NATIONAL VISA CENTRE
PORTSMOUTH N.H. 00213
U.S.A.

۲۔ ایشیا

اسرائیل سے لے کر بحرالکاہل شمالی کے جزیروں تک ممالک شامل ہیں۔ اس میں تائیوان، ہانگ کانگ اور انڈونیشیا بھی شامل ہیں، کے لئے پتہ:-

DV-1 PROGRAMME
NATIONAL VISA CENTRE
PARTSMOUTH N.H. 00210
U.S.A.

۳۔ یورپ

گرین لینڈ سے ترکی تک کے ممالک، سابقہ سوویت یونین کی ریاستیں۔ قبرص اور مالٹا کے لئے پتہ:-

DV-1 PROGRAMME
NATIONAL VISA CENTRE
PORTSMOUTH N.H. 00212
U.S.A.

۴۔ شمالی امریکہ

اس میں کینیڈا اور بہاماز شامل ہیں۔ پتہ:-

DV-1 PROGRAMME
NATIONAL VISA CENTRE
PORTSMOUTH N.H. 00215
U.S.A.

۵۔ جزائر وغیرہ

جزائر (OCEANA) ان میں پاپانیوگنی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور بحرالکاہل کے تمام جزائر شامل ہیں، کے لئے پتہ:-

DV-1 PROGRAMME
NATIONAL VISA CENTRE
PORTSMOUTH N.H. 00214
U.S.A.

۶۔ جنوبی امریکہ

اس میں میکسیکو، وسطی امریکہ اور کریبین ممالک شامل ہیں۔ کے لئے پتہ:-

DV-1 PROGRAMME
NATIONAL VISA CENTRE
PORTSMOUTH N.H. 00211
U.S.A.

کامیاب اُمیدواروں کو اطلاع کا طریق

صرف کامیاب اُمیدواروں کو اُن کے بھجوائے ہوئے پتہ پر اطلاع دی جائے گی۔ اور اُن کے ساتھ مزید ہدایات بھجوائی جائیں گی۔ ویزے اکتوبر ۹۴ء سے جاری کئے جائیں گے۔ ناکام امیدواروں کو اطلاع نہیں دی جائے گی۔ اور نہ ہی ان کا کوئی ریکارڈ سفارت خانوں میں رکھا جائے گا۔

(مرسلہ:- رشید احمد چوہدری)

درخواستِ دُعا
مکرمہ الحاجہ زاہدہ بیگم صاحبہ حیدرآباد اپنے اور اہلِ خاندان کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اعانتِ بدر ۲۰/- روپے۔
(ادارہ)